سوال

(1)ناگہانی موت اچھی ہے یا بری؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اچانک موت جس سے اللہ کے نبی نے پناہ مانگی ہے اگر کوئی نیک آدمی اچانک حادثہ میں فوت ہو جاتا ہے ، ایسی موت شہادت کی موت تصور کریں گے یا کہ بری موت ہے؟ (عنایت اللہ امین خطیب ببر کھائی ومدرس جامعہ ضیاء الاسلام گہلن ہٹھاڑ) (۲۲ مئی ۱۹۹۲ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اچانک موت بری نہیں۔ ''صحیح بخاری''میں حدیث ہے:

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی، میری ماں ناگہانی مرگئی ہے۔ میرا خیال ہے اگر اُسے گفتگو کا موقع میسر آتا تو وہ صدقہ کرتی پس اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کردوں تو اُس کےلیے ثواب ہے۔ فرمایا: ہاں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اُس آدمی نے اپنی ماں کی ناگہانی موت کی اطلاع جب نبی ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے کراہت کا اظہار نہیں فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح''میں حدیث ہذا پر بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: 'بَابُ مَوتِ الفَجَاَةِ البَغتَةِ'

مصنف کا مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اچانک موت مکروہ نہیں البتہ اس کو شہید قرار دینے کےلیے کوئی نص صریح موجود نہیں۔ نجات کا دارومدار انسان کی نیت واعمال پر ہے۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ مسئلہ ہذا کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ناگہانی موت کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ناگہانی موت اچھی نہیں۔

عبید بن خالد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے۔ (سنن أبي داود، باب مَوتُ الفَجَاَةِ، رقم: ۳۱۱۰)

اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ناگہانی موت اچھی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ناگہانی موت مومن کے واسطے راحت ہے اور فاجر کے واسطے غضب ہے۔ (مصنف ابن أبي شیبة، بابُ فِي مَوتِ الفُجَاءةِ، وَمَا ذُكِرَ فِيهِ، رقم: ۱۲۰۰۷)

علمائے حدیث نے ان حدیثوں میں اس طرح جمع و توفیق بیان کی ہے کہ جو شخص موت سے غافل نہ ہو اور مرنے کے لیے ہر وقت تیار و مستعد و آمادہ رہتا ہو۔ اس کے لیے ناگہانی موت اچھی ہے۔ اور جو شخص ایسا نہ ہو اس کے لیے اچھی نہیں۔ (وَاللہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ۔) (کتاب الجنائز، ص:۱۴)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباری، ج:۳، ص:۲۵۴۔۲۵۵)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، کتاب الجنائز: صفحہ:77

محدث فتویٰ